Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | ہفتہ ۲۲ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ، ۱۳ اخاء ۱۳۶۹ ہش، ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۸۲

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ڈاکٹروں کے واسطے عبرت کے نظاروں سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے بہت موقعہ ہوتا ہے۔ قسم قسم کے بیمار آتے ہیں۔ بعض کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ بعض کی ایسی حالت ہوتی ہے کہ شدت بیماری کے سبب .... نہ زندوں میں داخل نہ مُردوں میں۔ لیکن ایسے نظاروں کو کثرت کے ساتھ دیکھنے سے سخت دلی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ضروری بھی ہے کیونکہ نرم دل اور رقیق القلب ایسا کام نہیں کر سکتا کیونکہ سرجری کا کام بہت حوصلے کا کام ہے"۔ (ملفوظات جلد دہم صٓ۴)

"سیدھی اور سچّی اور سادہ عام فہم منطق وہ ہے جو قرآن شریف میں ہے۔ اس میں کوئی پیچیدگی نہیں اور ایک سیدھی راہ ہے جو خدا تعالیٰ نے ہم کو سکھلا دی ہے۔ چاہیئے کہ آدمی قرآن شریف کو غور سے پڑھے۔ اس کے امر اور نہی کو جدا جدا دیکھ رکھے اور ان پر عمل کرے اور اسی سے وہ اپنے خدا کو خوش کر لے گا۔ باقی منطقیوں اور صوفیوں نے جو اصطلاحیں بنائی ہیں وہ اکثر لوگوں کے واسطے ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ ان میں پیچیدگیاں اور مشکلات ہیں"۔ (ملفوظات جلد دہم صٓ۵)

تم قدمِ صدق حاصل کرتے ہوئے اپنے اندر اعلیٰ نور پیدا کرو

اقتباس از خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"تم کوشش کرو کہ تمہارا قدم صدق بڑا ہو اور اس کے نیچے اور بھی لوگ آئیں۔ تمہارے قدم صدق کی برکت سے اور قومیں بھی برکت پائیں لیکن یاد رکھو یہ قدم تمہارے نور کی نسبت کے ساتھ بڑا ہوگا۔ غالباً اس مفہوم کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں بعض پرانے بزرگوں کے مریدوں نے یہ غلطی کی کہ ان کے قدموں کے ظاہری نشان بڑے کرنے شروع کر دیئے۔ چنانچہ بعض جگہ ہم نے دیکھا ہے کہ یہ فلاں بزرگ کا قدم ہے اور وہ پوری چٹان پر ایک قدم کا نشان بنا ہوا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس میں کچھ حقیقت ضرور تھی لوگوں کو بتانے کے لئے۔ ان بزرگوں نے کچھ ایسی بات کی ہو گی کہ جس کے نتیجہ میں یہ محسوس ہوا ہو کہ ان کے قدم بڑے تھے اور بعد میں دنیا داروں نے جن کی نظریں عرفان سے عاری تھیں انہوں نے سمجھا کہ واقعۃً بزرگوں کے قدم بڑے تھے حالانکہ ان کو سوچنا چاہیئے تھا کہ بزرگی کو ظاہری قدموں سے کیا نسبت۔ ہمارے ہاں کہتے ہیں "پاؤں بڑے گنواروں کے، سر بڑے سرداروں کے" پس یہ کہنا کہ نیکوں کے پاؤں بڑے تھے یہ تو بڑی عجیب سی بات لگتی ہے۔ دراصل لوگ اس حقیقت کو سمجھ ہی نہیں سکے۔

اس لئے احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ نہ صرف یہ کہ خود قدمِ صدق کو حاصل کریں اور اپنے اندر اعلیٰ نور پیدا کریں اور یاد رکھیں کہ ان سے فیض پانے کے لئے تو آج کی دنیا ہی نہیں بلکہ آئندہ قیامت تک آنے والی دنیائیں منتظر بیٹھی ہیں۔ اس لئے ان کے قدم بڑے ہونگے تو دنیا کے نصیب بڑے ہونگے۔ اور ان کو قدم بڑے نہیں مل سکتے جب تک خدا کا وہ نور ان کے اندر کامل نہ ہو جائے جس کے لئے اہلِ فراست بندے ہمیشہ یہ دعا کرتے ہیں۔ اے خدا تو ہمارے نور کو ہمارے لئے مکمل فرما۔ نور تو بہت تُو نے دیا۔ آگے بھی نور ہے اور پیچھے بھی، دائیں بھی نور ہے اور بائیں بھی۔ لیکن ہمارے دل کو تسلی نہیں ہمارا ظرف اور بھی بڑا معلوم ہوتا ہے، ہمارے نور کو کامل کر دے اور جس حد تک ہماری استطاعت ہے اس حد تک ہمارے نور کو بڑھاتا چلا جا"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ اپریل ۱۹۸۶ء)

خصوصی درخواست دعا

(ربوہ: ۱۱ اخاء (اکتوبر) حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں ۱۰ اکتوبر رات گیارہ بجے کی آمدہ اطلاع کے مطابق

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی حالت بہتر ہے۔ کوئی فکر والی بات نہیں ہے، احباب جماعت توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے خاص فضل و رحم سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو کامل صحت عطا کرے اور اپنے فضل اور رحمت سے نوازے، صحت و تندرستی والی طویل عمر عطا کرے

مندرجہ ذیل افراد کا جماعت احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں

تمام متعلقہ ادارہ جات اور افراد اور جماعت احمدیہ مبائعین کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل افراد جو قومی اسمبلی میں احمدیوں کے لئے مخصوص کی گئی "اقلیتی نشستوں" پر انتخاب میں بطور امیدوار حصہ لے رہے ہیں۔ ان کا جماعت احمدیہ مبائعین سے کوئی تعلق نہیں ہے

۱۔ ادریس یحییٰ ٹی۔ ایل ۲۸/۱ شمشاد منزل جی علیا یہ سٹریٹ جونا مارکیٹ کراچی

۲۔ انور علی جیون پورہ کلاں تحصیل و ضلع شیخوپورہ

۳۔ بشیر الدین خالد مکان ۲۸/۵/۱۵۷ مقبول روڈ۔ اچھرہ لاہور۔

۴۔ راجہ خالد حمید مکان ۳۸۵/۴ محلہ میرت گنج گوالمنڈی راولپنڈی۔

۵۔ لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ حنیف اختر حجٹ کوٹ پیر احمد ڈاک خانہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ

۶۔ محمد رفیق بٹ ھنڈیالہ روڈ محلہ مجاہد نگر شیخوپورہ۔

۷۔ محمد شریف مکان ۵-۱۲ وارث کالونی وحدت روڈ لاہور۔

۸۔ مشتاق احمد۔ نور اللہ کالونی مکان ۲۸ء سٹریٹ ۷ء لاہور۔

ناظر امور عامہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

۱۳ ر اخاء ۱۳۶۹ ہش ــ ۱۳ ر اکتوبر ۱۹۹۰ء

وقت کی قدر و قیمت

زندگی گزرنے کو تو گزر جاتی ہے۔ جیسا کیسا بھی ہو وقت کٹ جاتا ہے، آرام سے دن گزرے یا بیقراری رات کے وقت غالب رہے۔ وقت کسی کے لئے ٹھہرتا نہیں۔ نہ رکتا ہے نہ دھیما ہوتا ہے۔ اس کی ایک ہی رفتار ہے۔ اور جب سے یہ دنیا بنی ہے اسی رفتار سے وقت گزر رہا ہے۔ اگرچہ یہ کہنا بھی بالکل بجا ہے کہ وقت کے گزرنے کا احساس وقت کے گزرنے کی حقیقت سے بہت مختلف ہے۔ بعض لوگوں کے دن لمحوں میں گزر جاتے ہیں اور بعض لوگوں کا ایک لمحہ دن بھر سے زیادہ لمبا ہو جاتا ہے۔

یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ بعض لوگوں کا وقت اس طرح گزرتا ہے کہ وہ جس چیز کو ہاتھ لگاتے ہیں مٹی ہو جاتی ہے اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ مٹی کو ہاتھ لگائیں تو سونا بن جائے بعض لوگ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ نیک نامی حاصل کر لیتے ہیں اور بعض لوگ بدنامی کے گڑھے میں گر کر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

وقت کو بہتر طریق پر گزارنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وقت کی قدر کو پہچانا جائے۔ اگر وقت کی قدر کو پہچانا جائے تو اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہی وقت ہمارے سارے کاج کر دیتا ہے۔ مٹی کو سونا بنا دیتا ہے۔ اور ذلّت کو دور رکھ کر عزّت کا تاج پہنا دیتا ہے۔ اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ ہمیں وقت کو بہتر بنانے کے لئے انجام کو ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے اور وہ انجام ہی وقت کی قدروں کا اندازہ مہیّا کرتا ہے۔ تو ہم خدا کے فضل سے ضرور کامیاب ہونگے۔

لمحہ لمحہ کو یوں گزاریئے کہ زندگی کا انجام پیش نظر رہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے ہر کام کو یہ سمجھ کر کرو کہ شائد یہ کام زندگی کا آخری کام ہے اور اس لئے بہتر طریق پر ہونا چاہیئے۔ اگر ایسا ہو تو کون کسی برے کام میں ہاتھ ڈالے گا۔ اور کون وقت کو غلط طریق پر گزارے گا۔

کس نے کھایا ہے، کون کھائے گا
سوچتا ہے غریب یہ باتیں
جس کی ہیں پانچوں انگلیاں گھی میں
اس کو ازبر ہیں ایسی سب گھاتیں

ابوالاقبال

غزل

ساری دُنیا کے مقابل سَر ہتھیلی پر لیئے
وہ سرِ مقتل میانِ کربلا، کیسا لگا؟

تیر کھا کر دل پہ، سینے میں چھُپا کر دَرد کو
وہ زمانے بھر میں خوشیاں بانٹنا، کیسا لگا؟

جب سفینہ مَوت کی لہروں سے ہم آغوش تھا
تجھ کو ساحل سے کسی کا ڈُوبنا کیسا لگا؟

اَشک آنکھوں میں، جِگر میں سوز، لَب پر التجا
رات کے پچھلے پَہر بجُھتا دِیا، کیسا لگا؟

جاتے جاتے الوداعی موڑ پر رُک کر ذرا
پیچھے مُڑ مُڑ کر کسی کا دیکھنا، کیسا لگا؟

اے صنم گر، اے پُجاری رُوپ کے، اے خود نگر
سچ بتا تجھ کو مرا زِندہ خدا، کیسا لگا؟

وقت کے میلے میں لمحوں کے غبارِ شوق میں
آپ کا ہم سے اچانک سامنا کیسا لگا؟

پتھّروں کے آدمی شیشے کے زندانوں میں قید
"اجنبی! تجھ کو مرا شہرِ وفا کیسا لگا"؟

ہائے وہ لہروں کا ساحل پر زباں کو پھیر کر
پیاس کی شِدّت سے پانی مانگنا کیسا لگا؟

زندگی تو ہے منیرہ صبر کا اِک تلخ جام
اِس شرابِ آتشیں کا ذائقہ کیسا لگا؟

سیّدہ منیرہ ظہور

"دین کی جڑ اس میں ہے کہ ہر امر میں خدا تعالےٰ کو مقدّم رکھو۔ دراصل ہم تو خدا کے ہیں اور خدا ہمارا ہے۔ اور کسی سے ہم کو کیا غرض ہے۔"
(ملفوظات جلد دہم صنہ ۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر

اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

علمی مسائل

ان لوگوں کے دل تو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ کبھی بھی کوشش نہیں کرتے کہ نیکی کریں یا نیکی میں آگے بڑھیں۔ یہاں تک کہ جب انکے دولت مندوں پر عذاب کی گرفت آجاتی ہے تو پھر وہ گریہ و زاری کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس دن ہم ان سے کہتے ہیں آج گریہ و آزاری کا کیا فائدہ ہے۔ آج ہم تمہاری مدد کس طرح کر سکتے ہیں تمہارے سامنے ہماری تعلیم سنائی جاتی تھی۔ لیکن تم ایڑیوں کے بل پھر جاتے تھے اور اس پر کبھی غور نہیں کرتے تھے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے اور راتوں کو بیٹھ بیٹھ کر ہماری تعلیم کو بُرا بھلا کہا کرتے تھے (۶۴ تا ۶۸) کیا انہوں نے کبھی ہماری باتوں پر غور نہ کیا یا انہوں نے یہ نہ سوچا جو کچھ ان سے کہا گیا ہے وہی انکے باپ دادوں سے بھی کہا گیا تھا۔ کیا انہوں نے یہ نہ سوچا کہ جو شخص ان سے مخاطب ہو رہا ہے اس کی تعلیم میں ان کی ترقی کا راز مضمر ہے مگر باوجود اس کے وہ انکار کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اسے جنون ہے۔ لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ اس مجنون کی باتیں وہ ہیں جو نظر آتی ہیں کہ آخر ہو کر رہیں گی اور اصل بات تو یہ ہے کہ ان میں سے اکثر وہ ہیں جو اسی نتیجہ سے ڈرتے ہیں جس نتیجہ کی طرف یہ شخص توجہ دلا رہا ہے۔ اگر حقیقت ان لوگوں کی خواہشات کے مطابق ہو جاتی تو زمین و آسمان میں فساد ہو جاتا اور انسان تباہ ہو جاتے (۶۹ تا ۷۲) تو ان سے کچھ مانگتا تو نہیں۔ تیری مدد تو خدا کرتا ہے۔ تو تو ان کو صرف سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

اور یہ لوگ سیدھے راستے پر چلنے سے کتراتے ہیں۔ ہم تو ان کو بخش ہی دیتے لیکن ہم بخشیں تو یہ شرارتوں میں اور بھی بڑھ جاتے ہیں۔ اگر عذاب کے وقت یہ توجہ کریں تو پھر بھی ہم کچھ رحم کر دیں۔ مگر یہ تو عام عذاب کے وقت بھی اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتے اور جب آخری عذاب آجاتا ہے تو پھر بالکل ہی ناامید ہو کر ہتھیار ڈال دیتے ہیں (۷۳ تا ۷۸) پھر فرماتا ہے۔

ذرا سوچو تو سہی کہ تمہاری یہ شنوائیاں تمہاری بینائیاں تمہارے یہ دل۔ تمہارے کس کام کے بدلے میں تمہیں ملے ہوئے ہیں کیا کبھی اس کا بھی شکر کیا ہے۔ یہ رات اور دن کی تبدیلیاں اور یہ موت اور حیات تمہارے لئے کیسے فوائد رکھتی ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں۔ بس ایک ہی رٹ لگی جاتی ہے کہ مر کر زندہ کس طرح ہونگے۔ یہی بات ہمیشہ سے سنتے آئے ہیں مگر کبھی ثبوت نہیں ملا (۷۹ تا ۸۴)

تو ان سے کہہ کہ آخر یہ سب کچھ کس کا ہے۔ خدا کا۔ کیا پھر بھی نصیحت نہیں آتی۔ پھر تو پوچھ کہ آسمانوں اور عرش عظیم کا رب کون ہے۔ یہ لوگ یہی جواب دیں گے کہ اللہ مگر پھر بھی نہیں سمجھتے اور یہ تمام مجنون کی بادشاہت اور دعاؤں کا سننا کس کے اختیار میں ہے۔ اللہ کے۔ پھر بھی تم غور نہیں کرتے (۸۵ تا ۹۱)۔

یاد رکھو خدا کا کوئی بیٹا نہیں اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر ایسا ہوتا تو ضرور ایک دوسرے کے خلاف بغاوت ہو جاتی۔ وہ غیب اور شہادت کو جانتا ہے (حالانکہ مسیح غیب کے جاننے سے منکر ہے مرقس باب ۱۳، آیت ۳۲، ۲۳) پس وہ تمہارے شرکوں سے بالا ہے (۹۲ - ۹۳)

تو کہہ دے کہ اگر میری زندگی میں میری قوم پر عذاب آئے تو اے خدا تو مجھے ان سے علیحدہ رکھیو۔ پھر فرماتا ہے ہم اس بات پر قادر ہیں کہ تیری آنکھوں کے سامنے ان پر عذاب لے آئیں۔ لیکن تو خود یہی طریق اختیار کر کہ بری باتوں کا جواب اچھی باتوں سے دیں۔ اور اگر ان کی گالیوں سے کبھی غصہ آجائے تو ہم سے دُعا مانگا کر کہ الٰہی شیطان کے وسوسوں سے مجھے محفوظ رکھ بلکہ ایسے مواقع سے ہی مجھے محفوظ رکھ کہ شریر لوگ میرے سامنے ایسی باتیں کریں جو ناقابل برداشت ہوں (۹۴ تا ۹۹)

یہ لوگ تو اسی طرح شرارتیں کرتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ موت آجائے گی اور اس وقت کہیں گے کہ خدایا اب تو ہم کو واپس کر تاکہ ہم نیک عمل کریں۔ مگر ایسا نہیں ہو سکے گا اور جب ان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ تو اس وقت سب رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ اور صرف یہی لوگ کامیاب ہونگے جنہوں نے دنیا میں کچھ کام کیا ہوگا جنہوں نے دنیا میں کوئی اچھا کام نہیں کیا ہوگا وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ آگ ان کے موہنوں کو جلا کر سیاہ کر دے گی۔ اور ان کو کہا جائے گا کہ تم ہمارے نشانوں کا انکار کیا کرتے تھے۔ (۱۰۰ تا ۱۰۶)

اس پر وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہماری بدقسمتی سے ایسا ہوا ہم گمراہ تھے۔ خدایا تو پھر ہم کو لوٹا دے۔ پھر ہم ایسا نہیں کریں گے۔ فرمائے گا اب ان باتوں سے کیا فائدہ۔ میرے بندے صرف اتنا ہی کہتے تھے ناکہ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے تو ہمیں معاف کر دے تو بڑا رحم کرنے والا ہے۔ تمہاری جائدادیں تو نہ چھینتے تھے مگر تم ان سے مذاق کرتے تھے۔ اتنا مذاق کہ دنیا میں کوئی اور چیز تمہیں یاد ہی نہ رہی تھی۔ اب میں ان کی اس مظلومیت کا بدلہ لوں گا۔ (۱۰۷ تا ۱۱۲)

جمیل الرحمن رفیق

تلفظ

آج کل کثرت سے محسوس کیا گیا ہے کہ اردو زبان میں تلفظ کی صحت کا بالعموم خیال نہیں رکھا جاتا۔ یہ ایسا امر ہے جس میں کسی کو کلام نہیں۔ یہ بات کئی بار اخبارات و جرائد میں بھی آچکی ہے۔ اسی حوالے سے ذیل میں فی الحال پانچ الفاظ درج کئے جاتے ہیں۔ جن کو بالعموم غلط طور پر ادا کیا جاتا ہے۔ مزید الفاظ کسی اگلی فرصت میں تحریر کئے جائیں گے۔

(۱) مَشْعَل: اکثر اوقات مُشعل (م کی زبر سے) کو مِشعل پڑھا جاتا ہے۔ یعنی م کی زیر سے۔ یاد رہے کہ م کی زیر سے مِشعل بالکل مختلف معنیٰ رکھنے والا عربی کا لفظ ہے۔ مِشعل کا معنیٰ ہے پوتی، جس سے چائے وغیرہ چھانی جاتی ہے۔ ٹارچ وغیرہ کے مفہوم کو ادا کرنے والا لفظ مَشْعَل ہے یعنی م کی زبر سے۔

(۲) اَلوَداع: بالعموم اَلوَداع کو اَلوِداع کہا جاتا ہے۔ اَلوَداع میں واؤ پر زبر ہے جمعۃ الوَداع کو بھی جمعۃ الوِداع غلطی سے کہہ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح تحیّۃُ الوَداع صحیح ہے نہ کہ تحیّۃُ الوِداع۔ ہر جگہ واؤ پر زبر پڑھیں۔

(۳) شَجاعت: بالعموم اس لفظ کو شُجاعت (ش کی پیش سے) پڑھا جاتا ہے جبکہ اس کا اصل تلفظ شَجاعت (ش کی زبر سے ہے) ہاں شُجاع میں ش پر پیش ہی ہے۔

(۴) خَزانہ: بالعموم خ کی زبر سے یہ لفظ ادا کر دیا جاتا ہے یعنی خَزانہ جبکہ اس کا صحیح تلفظ خِزانہ ہے یعنی خ کی زیر سے۔ عربی میں ایک مقولہ ہے۔ الشجاعۃ بالفتح والخزانۃ بالکسر یعنی شَجاعت فتح سے ہے اور خِزانہ کسر سے۔ اس میں دوہرا مفہوم پایا جاتا ہے۔ فتح کے معنی ہیں زبر نیز کامیابی اور کسر کا معنی ہے زیر نیز توڑ پھوڑ کرنا۔ کھودنا۔ دونوں مفہوم اس مقولے میں پائے جاتے ہیں۔

(۵) دارالیُمن: ربوہ کے ایک محلے کا نام دارالیُمن ہے جسے بالعموم لوگ دارالیَمَن کہہ دیتے ہیں یُمن کا معنی ہے برکت۔ دارالیُمن برکت کا گھر یعنی برکت والا گھر۔

اردو زبان کے ادیبوں کو اس بات پر اصرار ہے (اور ہم بھی ان سے متفق ہیں) کہ جب کسی زبان کا لفظ کوئی اور زبان لیتی ہے تو اس بات کا لحاظ نہیں رکھا جاتا کہ جس زبان سے وہ لفظ لیا گیا ہے اس کے اہل زبان اسے کس طرح بولتے ہیں۔ انگریزی میں کتنے ہی الفاظ اطالوی یا فرانسیسی زبان سے لئے گئے ہیں لیکن وہ اصل حالت میں قائم نہیں رکھے گئے۔ (الفضل)

نادار مریضوں کیلئے عطایا کی تحریک

فضلِ عمر ہسپتال ربوہ مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ میں خدمتِ خلق کا ایک نیک نام ادارہ ہے۔ اس ہسپتال میں سینکڑوں ہزاروں افراد بلاتمیز مذہب و ملت مفت علاج کی سہولت حاصل کرتے ہیں۔ اس ہسپتال کو حضرت امام جماعت احمدیہ اس معیار کا ہسپتال بنانا چاہتے ہیں کہ

"ساری دنیا میں اس روح اس کردار اور ظاہری باطنی معیار کا کوئی ہسپتال نہ ہو"

مستحق مریضوں کے مفت علاج کی یہ خدمتِ خلق ہمیشہ مخلصین جماعت احمدیہ کے عطایا پر منحصر رہی ہے۔ مستحق مریضوں کی امداد کے لئے صدقہ کی رقوم احبابِ جماعت ہمیشہ بھیجتے رہتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ محتاج و ضرورت مند بندے کی مدد خالقِ دوجہاں کی مدد کے مترادف ہے۔ صدقہ بلاؤں کو ٹالتا ہے۔ موت کے منہ میں سسکتی ہوئی انسانیت کی خدمت سب سے عظیم صدقہ ہے۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ عطایا برائے مستحق مریضان کی مدات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تاکہ فضلِ عمر ہسپتال خدمتِ خلق کے کام کو جاری رکھ سکے۔

ایڈمنسٹریٹر فضلِ عمر ہسپتال ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد اشرف کاہلوں۔ فیصل آباد

ایمان باللہ

اثنائے گفتگو اگر کوئی شخص یہ جملہ ادا کرے کہ " ایمان باللہ بھی ایک جرم ہے "۔ تو سب لوگ حیرت و استعجاب کا اظہار کریں گے اور استفہامیہ انداز میں اُن کی نگاہیں اس شخص پر مرکوز ہو جائیں گی۔ سب ایک ہی طور سے دریافت کریں گے کہ جناب یہ کیسے ؟ جبکہ ایسا معاشرہ جس کی اکثریت توحید پرست ہو۔ توحید کا پرچار کرنے والی ہو۔ اور ایک گروہ اُس سماج میں موحّد ہونے کا دعویٰ دار بھی ہو۔ وہاں ایسا فعل و عمل قابلِ تعزیر کیسے ٹھہر سکتا ہے ؟ اس معاشرہ میں تو یہ امر لائق سزا ہو سکتا ہے۔ جو شرک میں مبتلا ہو۔ لیکن جس خطۂ ارضی کو قیام توحید حقیقی کے لئے حاصل کیا گیا ہے وہاں اس چیز کا تصور ناقابلِ فہم بات ہے۔ بعید از عقل و قیاس تمہارا دعویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس تمام بنی نوع انسان کی خالق و مالک ہے۔ وہ رب ہے تمام عالموں کا۔ کسی کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے روکے۔ کسی کی بھی اس ذات حق سبحانہٗ پر اجارہ داری نہیں ہے اس لئے تمہاری یہ بات ہمارے نزدیک قابل قبول نہیں اور ردّ کرنے کے لائق ہے۔ لیکن وہ شخص جواباً کہے۔ کہ دیکھو! اللہ تعالیٰ سے مراد وہ ذات اور ہستی مراد ہے جو تمام خوبیوں کی جامع اور تمام نقائص اور کمزوریوں سے منزّہ اور پاک ذات ہے۔ اور ایمان باللہ کا تقاضا یہ ہے۔ کہ "صفات الٰہیہ" کا عرفان و ادراک ہو۔ کیونکہ " بغیر علم صفات باری تعالیٰ کے معرفت باری تعالیٰ ناقص رہ جاتی ہے "۔ استعارہ کے رنگ میں کیا خوب ایک عارف باللہ نے کہا ہے کہ توحید کی ماں نبی ہی ہوتا ہے۔ جس سے توحید پیدا ہوتی ہے۔ اور خدا کے وجود کا اس سے پتہ لگتا ہے۔ اس لئے کہ وہ صفات خداوندی کے مظہر ہوتے ہیں "۔ اس سے یہ بات بپایۂ ثبوت پہنچتی ہے کہ " جو شخص خدا پر ایمان لائے ضرور ہے کہ اس کی صفات پر ایمان لاوے اور یہ ایمان اس کو نبیوں پر ایمان لانے کے لئے مجبور کرے گا کیونکہ مثلاً خدا کا کلام کرنا اور بولنا بغیر ثبوت خدائی کلام کے کیونکر سمجھ آ سکتا ہے۔ اور اس کلام کو پیش کرنیوالے مع ثبوت کے حرف نبی ہیں "۔ پھر یہ نکتہ معرفت ذہن میں رہے کہ " خدا تعالیٰ نے اسم اللہ کو اپنے تمام صفات اور افعال کا موصوف ٹھہرایا ہے تو اللہ کے لفظ کے معنیٰ کرتے وقت کیوں اس ضروری امر کو ملحوظ نہ رکھا جاوے "۔.....

اللہ تعالیٰ نے اپنی الہامی کتب و صحائف میں اپنی صفات حسنہ کا جابجا ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب " قرآن مجید" میں پچاسی صفاتی اسمائے الٰہی ملتے ہیں۔ ام الصفات چار ہیں۔ ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت اور مالکیت۔ اس کارخانہ حیات کے قیام و بقا کی مظہر صفات خدائے رحمٰن و قدوس ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان لانا اس امر کا متقاضی ہے کہ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت عامہ کے ذریعے اس عالم کی ظاہری و باطنی۔ مادی و روحانی تربیت کا انتظام و انصرام دینی حکمت کاملہ اور بالغہ سے کر رکھا ہے۔ اصول ارتقاء کے مطابق وہ ادنےٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ تک پرورش و تربیت کو نکتہ کمال تک لے جانے والی ذاتِ برحق ہے۔ جس طرح انسانوں کی ظاہری نشو و نما کے سامان اُسی نے پیدا کر رکھے ہیں۔ ایسے ہی اس ذاتِ حق سبحانہٗ نے ان کی باطنی ترقی و کمال کے سامان پیدا کر رکھے ہیں۔ جب بھی ضلالت و گمراہی اور ظلمت و تاریکی کے بادل گھِر آتے ہیں وہ اپنی ربوبیت کے نتیجہ میں ایسی روحانی ہوائیں چلاتا ہے کہ یہ بادل جن کی کڑک اور صوت سے دل دہل جاتے تھے چھُٹ جاتے ہیں۔ مامورین کی بعثت اور انکے " روحانی فرزند" " اُولیاء اللہ" " اہل اللہ" اور صالحین کا وجود اسی صفت الٰہیہ کا مظہر ہیں کہ وہ ذاتِ پاک اپنے بندوں سے غافل نہیں وہ وقت ضرورت اپنی ربوبیت کی چمکار دکھلاتا ہے۔ تا انسان نا امید نہ ہوں۔ کیونکہ ربوبیت کا اقرار ایک انسان کو پر امید رکھتا ہے۔ مایوسی نومیدی سے خلاصی بخشتا ہے۔ پس ربوبیت کا اقرار الٰہی سلسلوں کی حقیقت و اصلیت کو واضح کرتا ہے۔ "سنت اللہ" کی تفسیر و تشریح کرتا ہے۔ دنیاوی و روحانی لحاظ سے "راہ ہدایت" کے سامانوں کا پتہ دیتا ہے۔ اور خدا شناسی کے قابل بناتا ہے۔ اگر باطنی لحاظ سے ربوبیت کا انکار کیا جائے تو گویا خدا ایک سنت سے محروم ٹھہرا۔ ایسا وہ خدا نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کی صفات سے یہ بعید ہے کہ اس کی صفات بھی کسی لمحہ معطل ہو جاتی ہیں۔ اس سے ناامیدی کے سائے پھیل جاتے ہیں۔ اس لئے کہ ممکن ہے کسی وقت وہ
کسی اور صفت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اور ضرورت کے وقت کام نہ آئے۔ ایسے عقیدۂ توحید سے انسان دہریت کے اتھاہ سمندر میں ڈوب جائے گا۔

پس ربوبیت کا اقرار دراصل مادی و روحانی طور پر ربوبیت کے قائم و دائم رہنے کا اقرار ہے۔ خدا تعالیٰ کے دائمی ہونے کے ناطے یہ سنت بھی دائمی ہے۔ اس لئے یہ صفت مامور من اللہ پر ایمان میں مددگار و معین ہے۔ اسی طرح وہ خدائے علیم و بصیر صفت "رحمانیت" سے متصف ہے۔ ایسی ہستئ پاک جو" تمہاری تمام حقیقی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے خود تمہارے لئے تمہاری ان ضرورتوں کو مہیا کرتا ہے۔ بغیر اس کے کہ تم اس سے سوال کرو"! یعنی بلا مبادلہ اور بغیر استحقاق کے رحم کرنے والی ذاتِ حق۔

یہ صفت بد عقائد سے نجات دلاتی ہے۔ اور انسانی روح کو عرفان صفت پر آستانہ الٰہی پر عاشقانہ و مستانہ وار سجدہ ریز ہونے پر مجبور کر دیتی ہے۔ ہوا، پانی، روشنی اور دیگر چیزوں کے وجود میں آنے اور نوعِ انسانی کو فائدہ پہنچانے کے لئے کون سی انسانی نیکی تھی جو انہیں وجود میں لائی۔ نیست سے ہست تک لانے کے لئے تمام وسائل اس نے انسان کی خاطر محض اپنے رحم سے پیدا فرمائے ہیں۔ اسی طرح بلا مبادلہ رحم کے طور پر وہ قوموں کی اصلاح و درستی کے سامان بھی پیدا کرتا رہتا ہے۔ تا انسان عذابِ آخرت سے چھٹکارا پائے۔ کفارہ کا ردّ صفتِ رحمانیت میں ہے اس لئے کہ کفارہ میں یہ مفہوم ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بلا استحقاق رحم نہیں کر سکتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحیمیّت میں تناسخ کا ردّ پایا جاتا ہے۔ تناسخ کیا ہے؟ محدود عمل کی غیر محدود جزا نہیں مل سکتی۔ حالانکہ رحیمیت کا تقاضا ہے کہ نیک عمل کی جزا مکرر در مکرر ملے۔ اس لئے کہ نیک عمل کی یہ خوبی اور خاصیت ہے کہ وہ مکرر ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کی جزا بھی مقرر و تکرار سے ملتی ہے۔ کیونکہ نیک انسان میں نیک اعمال و افعال بجالانے کی خواہش و عمل پایا جاتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ رحم کا سلوک کرتے ہوئے بطور نتیجہ بار بار رحم نازل کرتا ہے۔ اسی واسطے "کتاب اللہ" اسے رحیم بھی کہتی ہے کہ وہ ذات بابرکات جو جائز کوششوں کا بہترین ثمرہ پیدا کرتی ہے اور کسی انسانی کوشش کو رائیگاں اور ضائع نہیں جانے دیتی۔ صفت مالکیت کے تحت وہ ذات واحد اعمال انسانی پر جزاء و سزا مترتب کرتی ہے۔ صحیح راستہ پر گامزن ہونے والے فرد کو بہتر سے بہتر انعام سے نوازتا ہے اور غلط راستے پر چلنے والے کو غلط طریق کے نتائج سے سزاوار ٹھہراتا ہے۔

"صفت مالکیت" عقیدۂ آخرت پر روشنی ڈالتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو بطور " مالک" انسانوں کے سامنے پیش کرتی ہے۔

اسی طرح "دین فطرت" یہ تعلیم دیتا ہے کہ " تمارا ایک خدا ہے جو تواب ہے یعنی تم سے جب کوئی گناہ ہوتا ہے اور پھر تم سچے دل سے اس پر نادم ہوتے ہو۔ اور تمہاری طبیعت ایک دلی تڑپ کے ساتھ غلط راستہ ترک کرنے اور ٹھیک راستہ کے اختیار کرنے کی طرف مائل ہوتی ہے۔ اور آئندہ کے لئے تم نیک نیتی کے ساتھ اس گناہ کے اثر کو مٹانے اور نیک اعمال بجالانے کا عہد کرتے ہو تو خدا بھی تمہاری مدد کے لئے اترتا ہے اور تمہاری توبہ کو قبول کر کے تمہارے اس گناہ پر اپنی بخشش کا پردہ ڈال دیتا ہے۔ تمہارا ایک خدا قدیر ہے۔ یعنی کوئی کام جو قدرت کے نام سے موسوم ہو سکتا ہے اس کی طاقت سے باہر نہیں۔ خواہ تمہاری نظر میں وہ کیسا ہی مشکل اور ناممکن نظر آئے۔"
" تمہارا خدا سمیع بھی ہے۔ وہ ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمہارا خدا علیم ہے جو ظاہر اور پوشیدہ خیال کو جانتا ہے ۔ اس کے علم سے کوئی امر باہر نہیں ۔ تمہارا ایک خدا ناصر بھی ہے جو تمہاری تمام ضرورتوں کے وقت اور تمام تکلیفوں کے وقت وہ تمہاری نصرت فرماتا ہے ۔ بشرطیکہ تم اس کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرو ...۔"

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے الٰہی صفات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا ہے ۔

" تجھے دنیا میں کس نے ہے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کا سہارا
کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا"

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت "ودود" بھی ہے ۔ یعنی وہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے ۔ اور جو لوگ اس کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہیں وہ اُن کے ساتھ وہ سب محبت کرنے والوں سے بڑھ کر محبت اور وفاداری دکھاتا ہے ۔" خدا تعالیٰ کی اس صفتِ حسنہ کے ثبوت میں تاریخ عالم کے اوراق مہر نیمروز کی مانند گواہی دیتے ہیں ۔ حضرت آدمؑ کے نعرۂ مستانہ "(یقیناً ہم نے ظلم کیا) کو محبت کے چھینٹوں کی نرمی سے کس نے تسکین دی ؟ حضرت نوحؑ اور آپ کے متبعین کو ارضی و سماوی طوفان سے کس نے نجات دی اور مخالفین کو ان کے سامنے نذرِ طوفان ہونے دیا ؟ حضرت ابراہیمؑ کو آتشِ نمرود میں جلوہ " ٹھنڈک و سلامتی" کس ذاتِ حقیقی و برحق نے دکھایا ؟ حضرت لوطؑ کو کس نے ظالموں سے رہائی دلائی ؟ حضرت اسماعیلؑ اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہؑ کو خدا کی محبت نے بے آب و گیاہ صحرا میں قیام پر آمادہ کیا ۔ ان کی اس عظیم الشان قربانی کو ثمر آور کس ہستی نے بنایا ؟ شعائر اللہ کا درجہ کیوں ملا ؟ حضرت اسحٰقؑ سے لمبا نبیوں کا سلسلہ چلا ۔ اسی عہد کا نتیجہ تھا جو خدا نے حضرت ابراہیمؑ سے باندھا تھا ۔ حضرت موسیٰؑ کو فرعون پر کامل غلبہ کس نے بخشا ؟ حضرت عیسیٰؑ کو دشمنوں کی صلیب سے محفوظ کس نے رکھا ؟ ان مامورین الٰہیہ کی جماعتوں کو ترقی و غلبہ کیونکر ملا ؟ ۔

آنحضرت ﷺ سے کامل محبت اور وفاداری کا ہر قدم پہ کامل نمونہ کس ذاتِ پاک نے دکھایا ؟ خدائے ودود کی صفت " ودودیت " ہی نے اپنی محبت کا کامل نمونہ دکھایا کہ خدا کے مقربین مخالفوں پر غالب آئے ۔ جنگ بدر میں قلیل اور مروجہ آلاتِ حرب سے محروم جماعت ہی گروہ کثیر پہ غالب آئی ۔ جس کا غلبہ و فتح پانا دراصل "ودودیت" کا غیر معمولی اظہار تھا ۔ پھر جنگ خندق کو دیکھئے کہ پورا عرب مسلح ہو کر مدینہ کا محاصرہ کر لیتا ہے ۔ کئی دنوں تک بھرپور کوشش کرتا ہے کہ قریہ مدینہ کو اپنے زیر تسلط لا کر خدائے واحد کے نام لیواؤں کو صفحۂ دہر سے مٹا کر رکھ دے اور سرزمین عرب پر توحید کا ابھرنے والا نقش مٹ جائے ۔ لیکن طاغوتی طاقتیں ناکام و نامراد رہتی ہیں ۔ خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کی حفاظت میں غیر معمولی نشانات ظاہر کرتا ہے ۔ یہی ایام ابتلا تھے کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں ۔ ہاں یہی ایام بابرکت تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور پیار کے خارق عادت جلوے اپنے محبت کے دیوانوں کے حق میں ظاہر فرمائے ۔ کہ " اب کفار عرب مدینہ پر پھر کبھی چڑھائی نہیں کرے گا " گویا اب دین فطرت کے غلبہ کے ایام شروع ہو گئے ۔ زمانہ نے دیکھا تاریخ نے گواہی دی ہے کہ جنگِ خندق کے بعد کفار عرب میں یہ طاقت نہ رہی کہ وہ دوبارہ مدینہ پر حملہ کریں ۔ خدائے غفور و رحیم کی صفتِ ودودیت نے اپنے ظہور سے کبھی بھی بخل سے کام نہیں لیا ۔ تاریخ اقوامِ عالم گواہی دیتی ہے کہ خدا کے مقرب بندے ہمیشہ اس صفت کے ظہور پذیر ہونے کا باعث بنتے رہے ہیں ۔ خدا تعالیٰ نے اپنے حقیقی پیروکاروں کی تائید و نصرت میں غیر معمولی نشان ظاہر فرمائے ہیں ۔ اور خدائی وعدہ کے موافق کہ " ایمان والوں کی مدد کرنا ہم نے اپنے اوپر فرض کر رکھا ہے " ہمیشہ اس غالب و قادر خدا نے ایمان والوں کو نامرادی کا چہرہ نہیں دکھایا ۔ آخری فتح و نصرت اور تائید و حمایت خدا تعالیٰ کے حقیقی پرستاروں کے حق میں ظاہر ہوئی ہے ۔ کوئی زمانہ بھی ایسے نشانوں سے خالی نہیں رہا ۔ اس لئے کہ

" کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو "

جو خدا کے روحانی بندے اس روحانی مے کی کیف آور لذت اور تسکین سے آشنا ہوتے ہیں ۔ پھر ان کے مقدس لبوں پر یہی نعرۂ عارفانہ ہوتا ہے کہ

" ایک پل بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا"

ایسے پاکباز بندوں کو ہر شے میں " جمالِ یار " کے نشاں ملتے ہیں اور اس جمال و حسن میں وہ عالم بے کل میں پہنچ جاتے ہیں اسی واسطے عرفانِ صفاتِ الٰہیہ کے نتیجہ میں وہ اپنی باطنی خوبصورتی اور محبت کو ایک چاند دیکھ کر یوں بیان کرتے ہیں ۔

" چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بیکل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا"

فرقان حمید کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو متکلم ہے ۔ وہ ہستی بابرکات مصدرِ انوار و فیوض اپنے تعلق رکھنے والوں کو مرتبہ مکالمہ مخاطبہ سے سرفراز کرتا ہے ۔ ہمکلامی کا شرف بخشتا ہے ۔ اپنی صفت " لطیفیت " کے باعث وہ ان مادی اور ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا نہ آ سکتا ہے ۔ لیکن جو افراد عشقِ الٰہیہ کی آگ اپنے سینوں میں رکھتے ہیں اُن پر وہ خدائے قادر و توانا اپنے محبوبانہ کلام کے پانی کے پاکیزہ چھینٹے ڈالتا رہتا ہے تا آتشِ عشقِ الٰہی فروزاں بھی رہے اور اس میں جل کر مانندِ خاک نہ ہو جائیں ۔ کیونکہ بغیر شیرینیٔ کلام ربانی وہ تو وجود قائم نہیں رکھ سکتے ۔ ان کی زندگیوں کا لطف اور حظ مخاطبتِ خداوندی میں ہے ۔ وہ ہر آن یہی نعرۂ مستانہ و عاشقانہ الاپتے رہتے ہیں ۔

" میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار"

اللہ تعالیٰ کی یہ صفت روز اول سے جاری و ساری ہے ۔ مقام عبودیت کی انتہا اور خدا تعالیٰ کے پیار کی علامت اسی صفت کے ظہور سے وابستہ ہے ۔ سالکین کے نقطۂ کمال میں مکالمہ الٰہیہ تو ہے ۔ کوئی زمانہ خالی نہیں رہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تقویٰ شعار راہ سلوک میں ترقی کرنے والوں کو اس شرف و مقام سے محروم رکھا ہو ۔ صالحین اور اہل اللہ نے اپنے پاکیزہ کردار و عمل سے یہ گواہی دی ہے کہ خدا بولتا ہے ۔ وہ اپنے پیاروں سے ہمکلام ہوتا ہے ۔ ابد سے وہ ایسا کرتا چلا آ رہا ہے اور کرتا چلا جائے گا کبھی اس پاک ہستی نے حضرت آدمؑ کے ذریعہ کلام کیا ۔ کبھی حضرت نوحؑ ۔ ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے ذریعے اپنے متکلم ہونے کا ثبوت دیا ۔ کبھی مثیل موسیٰؑ کی وساطت سے اس بزرگ و حدہٗ لاشریک ہستی نے اپنے وجود کو دنیا پر آشکار کیا ۔ حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ اس خدائے پاک نے " مظہر دعائے ابراہیمی " کی بشارت دی ۔ کبھی سینا سے ظاہر ہوا اور کبھی کوہ سے جلوہ گر ہوا " مثیل موسیٰؑ " کی پیش خبری اس ذاتِ حقہ نے حضرت موسیٰؑ کی معرفت دنیا کو دی ۔ " احمدؐ " کے مبعوث ہونے کی پیش گوئی حضرت عیسیٰؑ سے منصۂ شہود پر آئی ۔ اور پھر " ابو الانبیاءؐ " کے ذریعہ سے غلبۂ دین فطرت کی بشارات دی گئیں اس پاک وجود کی بشارت دی " جو فتنہ دجالیت " کو فرو کرنے والا تھا ۔ اب اگر خدا تعالیٰ کو " متکلم " نہ مانا جائے تو یہ تمام غیب کی خبریں جو وجود میں آ کر اپنی حقانیت کی زندہ شہادت دے چکی ہیں کیسے اور کیونکر ملیں ؟ اور وہ کونسی ہستی تھی جس نے قبل از وقوع باتیں بتائیں اور وہ من و عن بتمام کمال پوری ہو گئیں ؟ ان کی تصدیق و توثیق کے لئے زندہ شہادتیں موجود ہیں ۔ وہی " متکلم " خدا جس نے " غلبۂ روم " کی خبر دی اور وہ پوری ہوئی ۔ جس نے کفارِ عرب کے مغلوب ہونے کی اطلاع دی اور وہ مغلوب ہو گئے ۔ جس نے وعدہ " استخلاف " کے مطابق " خلافت علیٰ منہاج النبوت " کا اجراء فرمایا ۔ قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان حکومتیں الٰہی نوشتوں کے عین مطابق صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں ۔ صحرا کے باسیوں کو تخت و تاج کا وارث بنایا ۔ قیصر و کسریٰ کے کنگن پیشگوئی کے عین مطابق سراقہؓ کو پہنائے گئے ۔ گویا وہ خدا " متکلم " بھی ہے ۔ اپنے برگزیدہ بندوں سے ہمکلامی اس کی صفت میں شامل ہے تو پھر اس کی اس صفت کو معطل شدہ کیونکر تسلیم کر لیا جائے ؟ وہ حی و قیوم خدا جو ایک زندہ خدا ہے ۔ اس کی صفات زندہ ہیں ۔ اگر اسے " مکالمیت " سے عاری خیال کیا جائے ۔ تو گویا خدا تعالیٰ کی ذات منبع فیوض و برکات اب بولتا نہیں ۔ لیکن یہ تصور غلط ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کی شان تو یہ ہے

" وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار"

اے حیرت سے میرا منہ تکنے والو اور

باقی ص۔ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشاہد حسین

جرمنی کے اتحاد کے مختلف پہلو

۴۵ سال کی تقسیم کے بعد ۳ر اکتوبر ۱۹۹۰ء کو مشرقی اور مغربی جرمنی متحد ہو کر دوبارہ ایک ملک بن گئے ہیں۔ ۱۹۴۵ء میں جنگ عظیم میں جرمنی کے ہار جانے کے بعد یہ تقسیم ہوئی تھی۔ ۸ کروڑ کی آبادی سے قائم ہونے والا یہ ملک یورپی اور عالمی سیاست پر اہم اثرات ڈالے گا۔ ۱۹۴۵ء میں تقسیم ملک کے بعد جرمنی کو جنگ ہارنے کی سزا کے طور پر تقسیم کیا گیا۔ چار ملکوں امریکہ، برطانیہ، فرانس اور روس کی ساڑھے چھ لاکھ فوج نے جرمنی پر قبضہ کر لیا۔ مشرقی جرمنی روس کے ساتھ وابستہ ہو گیا اور کمیونسٹ فوجی تنظیم وارسا پیکٹ کا رکن بن گیا جبکہ مغربی جرمنی امریکہ کے ساتھ منسلک ہو گیا اور مغربی ملکوں کی فوجی تنظیم نیٹو کا رکن بن گیا۔

۱۹۶۱ء میں دیوارِ برلن تعمیر کی گئی تاکہ مشرقی جرمنی کے وہ باشندے جو بھاگ کر مغربی جرمنی جاتے تھے وہ نہ جا سکیں۔ یہ دیوار دونوں ملکوں کی تقسیم کی سب سے بڑی عکاسی کرتی تھی۔ یہ صورت حال جاری رہی اور حالات میں تبدیلی ۱۹۸۵ء میں اس وقت آنی شروع ہوئی جب مسٹر گورباچوف روس کے سربراہ بنے۔ انہوں نے نیا طرز عمل اور نئی سیاسی لائن اختیار کی۔ ان کی پالیسی کے تحت کمیونسٹ ملکوں میں کمیونسٹ پارٹی کی اجارہ داری ختم ہو گئی۔ نئی معیشت کا احیاء کیا گیا جو سابقہ سوشلسٹ معیشت سے مختلف تھی۔ پہلی بار روس میں آزادانہ انتخابات ہوئے اور مشرقی یورپ کے ملکوں میں بھی آزادی کی لہر پھیل گئی۔ نومبر ۱۹۸۹ء کو دیوار کا خاتمہ کر دیا گیا۔ یہ دونوں جرمنیوں کے اتحاد کی طرف ایک اہم قدم تھا۔

جرمنی کے متحد ہونے کے بعد کئی قسم کی مشکلات بھی پیش آنے کا امکان ہے۔ یہ دو ایسے ممالک کا اتحاد ہے جو ایک ہی جرمن نسل سے تعلق رکھتے ہیں، ایک ہی زبان بولتے ہیں لیکن دونوں ملکوں کے افراد کے سیاسی نظریات ۴۵ سال تک مختلف رہے ہیں۔ ان کی معیشت، تعلیم، فوج غرضیکہ ہر شعبہ زندگی مختلف ہے۔ ۸ کروڑ کی آبادی کے موجودہ جرمنی میں ایک کروڑ ستّر لاکھ مشرقی جرمنی کے باشندے بھی شامل ہیں۔ دونوں حصّوں کا اقتصادی فرق بہت زیادہ ہے۔ اس کے ضمن میں چند اعداد و شمار ملاحظہ ہوں۔

مغربی جرمنی کے ۹۷ فیصد لوگوں کے پاس اپنی گاڑی ہے جبکہ مشرقی جرمنی کے صرف ۵۲ فیصد لوگوں کے پاس گاڑی ہے۔ مشرقی جرمنی کے صرف ۵۲ فیصد افراد کے پاس رنگین ٹیلی ویژن ہیں جبکہ مغربی جرمنی کے ۹۴ فیصد لوگوں کے پاس رنگین ٹی وی ہیں۔ مشرقی جرمنی کے ۷،۵ فیصد لوگوں کے پاس ٹیلی فون ہیں جبکہ مغربی جرمنی میں ۹۸ فیصد لوگوں کے پاس ٹیلیفون ہیں۔ دونوں ملکوں کے درمیان اس اقتصادی تفاوت کو جرمنی کے ایک معروف رسالہ ڈیر شپیگل نے اس طرح بیان کیا کہ یہ دونوں حصّے متحد تو ہو گئے ہیں لیکن ابھی آپس میں اجنبی ہیں۔ مشرقی جرمنی میں ان سوا چھ لاکھ افراد کو نوکری سے برخاست کر دیا گیا ہے جو سابقہ حکومت کے ملازم تھے اور کمیونسٹ نظریات رکھتے تھے۔ یہ سب موجودہ نظام کے مخالف ہیں۔

جرمنی کے اتحاد کا ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ اس کے دُور رس اثرات یورپ کی سیاست پر ہوں گے۔ اس اتحاد پر فرانس اور برطانیہ کو کافی خدشات لاحق ہیں۔ تاریخی طور پر فرانس اور برطانیہ جرمنی کے دشمن رہے ہیں، اور دو عظیم جنگیں ان کے درمیان ہو چکی ہیں۔ جب سے جرمنی ایک قوم بنا ہے اس کے بعد سے دونوں اقوام برطانیہ و فرانس سے اسکی جنگیں ہوتی رہی ہیں۔ ۳ر اکتوبر کو ہونے والے اتحاد کی اگرچہ بیشتر اقوام نے تائید کی لیکن برطانیہ کی وزیر اعظم نے یہ خدشہ بھی ظاہر کیا ہے کہ کہیں یورپ پر پھر سے جرمنی کی بالادستی قائم نہ ہو جائے۔ برطانیہ کے ایک وزیر نے اتنی شدید تنقید اس اتحاد پر کی کہ انہیں وزارت سے استعفیٰ دینا پڑ گیا۔

جرمنی کے اتحاد کا ایک اور اہم پہلو جرمنی کا روس سے نیا تعلق ہے۔ موجودہ جرمنی کے صدر مسٹر کوھل نے روس کے صدر مسٹر گورباچوف کی بہت زیادہ تعریف کی ہے۔ اور ان سے خصوصی تعلقات استوار کئے ہیں جو اس سے پہلے نہیں تھے۔ جرمنی نے روس کے لئے ۱۰ر بلین ڈالر یعنی دس ارب ڈالر قرض بھی مہیا کیا ہے۔ روس نے یہ بھی کہا ہے کہ جرمنی کے سیاسی عزائم بھی پورے کئے جائیں اور اسے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا چھٹا مستقل رکن بنانے کی بھی تائید کی ہے۔ یاد رہے کہ ان اراکین کو عالمی معاملات پر ویٹو کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ روس نے جرمنی سے ساڑھے تین لاکھ افواج بھی ہٹالی ہیں اور اب امریکہ کے جرمنی میں واقع اڈوں کا بھی خاتمہ ہو رہا ہے۔

اس اتحاد کے کچھ اور اثرات بھی متوقع ہیں جن میں سب سے اہم شمالی اور جنوبی کوریا کا اتحاد ہے۔ جہاں روس اور امریکہ کی نظریاتی تقسیم کی وجہ سے ملک تقسیم کر دیا گیا تھا۔ اسی طرح چین اور تائیوان کا اتحاد بھی متوقع ہے جس کا چین آرزو مند ہے۔

مسلم ممالک کے لئے اس اتحاد میں امید کی یہ کرن پوشیدہ ہے کہ جرمنی کی تقسیم ایک تاریخی ناانصافی تھی جو بڑی طاقتوں نے کی اور ۴۵ سال بعد اب ختم ہوئی۔ اور یہ تقسیم عوام کی مرضی کے مطابق ختم ہوئی ہے۔ مسلمان ممالک کے ساتھ بھی دو بڑی تاریخی ناانصافیاں ہو چکی ہیں۔ یعنی فلسطین میں یہودیوں کی مملکت قائم کی گئی ہے اور عربوں کے علاقوں پر غاصبانہ قبضہ کیا گیا ہے۔ دوسری طرف کشمیر میں مسلمانوں کے ساتھ تاریخی ناانصافی کی گئی ہے اور کشمیر پر بھارت نے غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے۔ اور کشمیر کے عوام کو حق خود ارادیت سے محروم رکھا گیا ہے۔ جرمنی کے عوام کے ساتھ جو تاریخی ناانصافی دُور کی گئی ہے امید کی جا سکتی ہے کہ مسلم عوام کے ساتھ بھی تاریخی ناانصافی دُور کرنے کی آواز قوت پکڑے گی۔

بقیہ: ص۵ سے آگے

میرے پر سوالیہ انداز میں نگاہیں ڈالنے والو! سچی اور سُچی توحید یہی ہے جو خلاصۃً اوپر بیان ہوئی ہے۔ ایمان باللہ کا تقاضا یہی ہے کہ صفات الٰہیہ پر بھی حقیقی ایمان لایا جائے تاکہ ایمان باللہ کی شرائط پوری ہوں۔ ورنہ توحید حقیقی کا حصول ناممکن ہے۔ اب غور کرو جو شخص اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان مع صفات الٰہیہ رکھتا ہے کیوں تمہارا معاشرہ اسے پابند سلاسل کرتا ہے؟ اظہار توحید سے بزورِ قانون روکتا ہے؟ معاشرہ کے تخلیق کردہ قانون کو دیکھو اور گردوپیش میں ہونے والے واقعات جو اظہار ایمان باللہ کے نتیجہ میں رونما ہو رہے ہیں ان پر نگاہ ڈالو تم دیکھو گے۔ کہ حقیقی توحید کا اعلان جرم ہے۔ ایسا جرم جو جرمانہ و سزا کے قابل ٹھہرتا ہے۔ کتنے نفوس ہیں جو اس جرم کی پاداش میں سزا کاٹ رہے ہیں اور کتنے ہیں جو منتظر سزا ہیں؟ حالات و واقعات کی گواہی سے بڑھ کر اور کوئی گواہی نہیں۔ اگر میری بات کو رد کرتے ہو۔ تو سچی توحید کا اعلان تو کرو۔ آئین و قانون معاشرہ کیا سلوک کرتا ہے خود دیکھ لو گے۔ اس لئے یہ یاد رکھو کہ نجات حقیقی "ایمان باللہ" میں ہے خدا تعالیٰ کی معرفت حقہ تمہیں گناہوں سے نجات دلا سکتی ہے۔ اس لئے خدا شناسی کو مقصد حیات بنا لو۔ معرفت الٰہیہ کس قدر قیمتی لعل بے بہا ہے کہ اس کی قدر و منزلت کو ان ہی الفاظ میں احسن طریق پہ بیان کیا جا سکتا ہے کہ

"کیا بدبخت وہ انسان ہے۔ جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے۔ جو ہر چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے۔ اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح یہ خوشخبری دلوں میں بٹھا دوں اور کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔"

پس اے بصیرت رکھنے والو! اپنی چشم کو وا کرو۔ تمہیں مسحور کن یہ نظارہ اس کائنات میں نظر آئے گا اور تم بے خودی کے عالم میں پکار اٹھو گے کہ

"کس قدر ظاہر ہے نور اس مبداء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا"

الفضل کی قدر و قیمت کا اندازہ

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے فرمایا،

"آج لوگوں کے نزدیک الفضل کوئی قیمتی چیز نہیں۔ مگر وہ دن آ رہے ہیں اور وہ زمانہ آنے والا ہے جب الفضل کی ایک جلد کی قیمت کئی ہزار روپیہ ہوگی۔ لیکن کوتاہ بین نگاہوں سے یہ بات ابھی پوشیدہ ہے۔"

(الفضل ۲۸ر مارچ ۱۹۴۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

تقریری مقابلہ سالانہ اجتماع

انصار اللہ ۱۳۶۹ہش / ۱۹۹۰ء

قیادتِ تعلیم کے زیرِ اہتمام مجلس انصار اللہ پاکستان کے سالانہ اجتماع ۱۳۶۹ہش / ۱۹۹۰ء کے موقع پر انصار کے مابین ایک تقریری مقابلہ منعقد ہو گا۔ اس مقابلہ کے لئے عناوین مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ سیرت طیبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
۲۔ صداقت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔
۳۔ صبر و استقامت۔

ہر مقرر کو چار سے پانچ منٹ دیئے جائیں گے۔

ناظمین اضلاع / زعماء کرام علاقائی اور مقامی اجلاس میں تقریری مقابلے منعقد کرا کے دو بہترین مقررین کو مرکزی مقابلہ میں بھجوائیں گے۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ)

ضرورت ہے

حلقہ عزیز آباد کراچی میں سلطان القلم لائبریری کیلئے ایک مستعد خادم کی ضرورت ہے۔ سنگل رہائش کیلئے جگہ دی جائے گی۔ معقول معاوضہ دیا جا سکتا ہے۔ عمر چالیس اور پچاس سال کے درمیان ہو۔ خواہشمند احباب اپنے صدر / امیر جماعت کی معرفت درخواست خاکسار کو پتہ ذیل پر روانہ کریں۔

بیرسٹر مبارک احمد
مکان نمبر ۱۱، اے بلاک ۸، عزیز آباد کراچی ۳۸

سالانہ اجتماع لجنہ کے مقابلہ جات کیلئے نام بھجوائیں

لجنہ اماء اللہ پاکستان اور ناصرات الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع ۹، ۱۰، ۱۱، نومبر بروز جمعہ ہفتہ اتوار کو متوقع ہے۔ اس میں جو خواتین یا بچیاں پروگرام کے مطابق حصہ لینے کی خواہش مند ہوں اس لجنہ کی صدر ان کے نام اور تقریروں کے عنوان ۳۱، اکتوبر تک بھجوا دیں۔ اسی طرح آنے والے نمائندگان کے نام بھی نمائندگان بھی صدر لجنہ مقامی کی تصدیق لے کر آئیں۔

جنرل سیکرٹری
(لجنہ اماء اللہ پاکستان ربوہ)

ضروری اعلان

○ وہ تمام احمدی طلباء و طالبات جو لاہور میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں یا جنہوں نے اب داخلہ لیا ہے سے گذارش ہے کہ وہ جلد از جلد خاکسار کو مندرجہ ذیل کوائف سے آگاہ فرمائیں۔ شکریہ

نام، ولدیت، ڈیپارٹمنٹ / کلاس، تعلیمی ادارہ کا نام، مکمل ایڈریس۔
اپنے ڈیپارٹمنٹ یا ادارہ میں کتنے احمدی طلباء کو جانتے ہیں؟

مندرجہ بالا کوائف آپ کے فائدہ اور راہنمائی کے لئے ہمیں جلد از جلد درکار ہیں۔

ایڈریس برائے کوائف
(۱) دارالحمد ۱۳۴، اے نیو مسلم ٹاؤن لاہور
(۲) منور احمد جاوید نعیم دارالحمد (احمدیہ ہوسٹل) لاہور

وصایا

ضروری نوٹ :-
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز - ربوہ

مسل ۲۷۷۳۳ میں امتہ النصیر حبیب زوجہ حبیب اللہ باجوہ قوم باجوہ پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوارٹر ۶۴ صدر انجمن احمدیہ ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۸/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی ۲½ تولہ مالیتی ۸۵۰۰/- روپے (۲) حق مہر بذمہ خاوند ۵۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت خورونوش مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ - امتہ النصیر حبیب۔ کوارٹر ۶۴ صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ چوہدری ناصر احمد صاحب وصیت نمبر ۲۳۲۲۴ - گواہ شد نمبر ۲۔ محمد اکرم وصیت نمبر ۱۷۸۰۹۔

مسل ۲۷۷۳۴ میں زاہدہ خالق زوجہ ڈاکٹر عبدالخالق قوم برلاس پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوارٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۹/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) حق مہر ۲۰،۰۰۰/- روپے بذمہ خاوند (۲) زیورات طلائی ۳۵ تولہ مالیتی ۱۰۵،۰۰۰/- روپے (۳) زیورات طلائی ۴ تولہ چاندی ۵۰۰/- روپے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ ۲۹/۸/۹۰ سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ - زاہدہ خالق زوجہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کوارٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ غلام باری سیف والد ڈاکٹر عبدالخالق ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ غلام سرور سیف ولد مولانا غلام باری صاحب سیف کوارٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ۔

مسل ۲۷۷۳۵ میں امتہ الصبور زوجہ برکت اللہ علی قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر ۲۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوارٹر ۱۴۸ صدر انجمن احمدیہ ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۸/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے حق مہر - ۵۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ - امتہ الصبور زوجہ برکت اللہ علی کوارٹر ۱۴۸ صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱ برکت اللہ علی خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲ - محمد اکرم وصیت نمبر ۱۷۸۰۹۔

مسل ۲۷۷۳۶ میں صابرہ سلطانہ زوجہ مظفر احمد ظفر صاحب قوم باجوہ پیشہ خانہ داری عمر ۳۲½ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲۰/۱۰ دارالنصر غربی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۸/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی 125 گرام مالیتی ۲۵،۶۲۵/- روپے (۲) نقد ۱۶۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ - صابرہ سلطانہ ۲۰/۱۰ دارالنصر غربی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱ محمد سعید وصیت نمبر ۱۹۹۵۶۔ گواہ شد نمبر ۲۔ مظفر احمد ظفر خاوند موصیہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے سندھ میں سینیٹر قاضی عبدالمجید کے گاؤں پر راکٹ لانچروں اور جدید ہتھیاروں سے حملہ کر دیا۔ گھروں اور کھیتوں کو آگ لگادی۔

○ وسیع تر گرینڈ قومی حکومت کے قیام کے لئے پیپلز پارٹی کے نمائندوں اور اہم فیصلہ کن قوتوں کے درمیان بات چیت کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

○ سرحد میں جماعتِ اسلامی نے اے۔ این۔ پی۔ کے مخالف امیدواروں کی حمایت کا فیصلہ کر لیا ہے۔

○ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے ملک میں کوئی ایسی قوت نہیں جو ملک میں مارشل لاء کا راستہ روک سکے۔

○ وزیرِ اعظم غلام مصطفےٰ جتوئی نے کہا ہے کہ سرحدوں پر بھارتی فوج کی موجودگی تشویشناک ہے۔ امریکی امداد معطل ہونے کے بارے میں انہوں نے کہا کہ یہ عارضی بات ہے۔ امداد بحال ہو جائے گی۔

غیر ملکی خبریں

○ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوجیوں نے ۱۰ مسلمان حریت پسندوں کو شہید کر دیا ہے۔ بھارتیوں نے مسلمانوں کے ۳۵ گھروں کو آگ لگادی۔ پچھلے چند دنوں میں شہید ہونے والے مسلمانوں کی تعداد ۳۹ ہو گئی ہے۔ بارہ مولا میں کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔ بھارتی فوجیوں کے ساتھ حریت پسندوں کی لڑائی تین گھنٹے تک جاری رہی۔

○ مشرقی بیت المقدس میں گذشتہ روز ۲۱ فلسطینیوں کی ہلاکت پر دنیا بھر میں شدید ردِّ عمل کا اظہار کیا گیا ہے۔ مصر نے کہا ہے کہ یہ ایک وحشیانہ کارروائی ہے۔ امریکہ کے وزیر خارجہ نے اسے ایک اندوہناک واقعہ قرار دیا ہے۔ فلسطینیوں کی ہلاکت پر احتجاج کا سلسلہ جاری ہے۔

○ سعودی عرب میں متعین امریکی فوجیں دفاعی تیاریوں کے سلسلے میں مشقیں کر رہی ہیں۔ اس میں ہیلی کاپٹر بھی حصہ لے رہے ہیں۔ صحرا کی وجہ سے دفاعی تیاریوں میں مشکلات پیش آرہی ہیں۔

○ سعودی حکومت نے یمن سے ملحقہ سعودی شہر جزان کو مکمل اور مربوط فوجی شہر بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ فیصلہ یمن کے ساتھ ممکنہ کشیدگی کے پیشِ نظر کیا گیا ہے۔ یہ شہر فوجی لحاظ سے طاقتور ہوگا۔

○ بھارت کے چار سفارت کاروں کو پاکستان سے نکالنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ سفارت کار جن کا تعلق کراچی کے بھارتی قونصل خانے سے ہے ناپسندیدہ سرگرمیوں میں ملوث تھے۔

○ امریکی ذرائع نے کہا ہے کہ امریکہ صرف جمہوری حکومت کی طرف سے یہ یقین دہانی مان سکتا ہے کہ پاکستان کے پاس ایٹم بم نہیں ہے۔

○ بھارت میں مزید ۶ طلبہ نے نچلی ذات کے لوگوں کی ملازمتوں کے کوٹہ مقرر ہونے کے خلاف احتجاج کے طور پر خودکشی کر لی ہے۔

ادارہ کو ایک تجربہ کار ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ تنخواہ معقول دی جائے گی نیز ایک خادم کی بھی ضرورت ہے۔ ۵۰۰ روپے ماہوار تنخواہ کے علاوہ طعام اور رہائش کی سہولت ہوگی۔

احمد برادرز (PIA) گولبازار ربوہ

پتہ